اسلامی تمدن، تصور، خصوصیات اور تقاضے

مؤلف: قنبر علی صمدی

مترجم: ڈاکٹر خان محمد صادق جونپوری

اسلامی تہذیب سے مراد وہ تہذیب ہے جو اسلامی تعلیمات پر استوار ہے۔ دوسرے لفظوں میں اسلامی تہذیب مسلم علاقوں میں مسلمانوں کے ذریعہ انجام دی گئی سرگرمیوں اور نتائج کا مجموعہ ہے۔ اسلامی تہذیب کا آغاز پیغمبر اسلام ﷺ کی علمی تحریک اور قرآن کریم کی مرکزیت کے ساتھ شہر مدینہ میں ہوا اور یہ تدریج اس نے دنیا کے ایک بڑے حصہ کو متاثر کیا۔ اس طرح ہم اسلامی تہذیب کے آغاز کو عالمی تہذیب کا آغاز مان سکتے ہیں۔ اسلامی تہذیب کا شمار دنیا کی زندہ اور متحرک تہذیبوں میں ہوتا ہے یہاں تک کہ بہت سی قومیں کسی نہ کسی طرح سے اسلامی تہذیب سے فیضیاب ہوئی ہیں۔ آج کی جدید یوروپی تہذیب بھی اسلامی تہذیب سے متاثر ہوئی ہے اور آج کا یوروپ بھی اسلامی تہذیب کے علمی خدمات کا مرہون منت ہے۔

اسلامی تہذیب کا آغاز رسول خدا ﷺ کے دست مبارک سے ہوا اور آپ نے جزیرہ عرب میں الٰہی تعلیمات کی بنیاد پر ایک حکومت کی داغ بیل ڈالی۔ یہ حکومت اتنی وسیع ہو گئی کہ اس دور کے ایک تہائی ممالک پر محیط تھی۔ (گلی زوارہ، جغرافیای جہان اسلام، ص ۸۹-۹۶)

اس دور میں رسول خدا ﷺ نے بہت سے سیاسی، فوجی، اقتصادی اور سماجی اقدامات انجام دئے اور مختلف ادارے تشکیل پائے اور بعد میں آنے والے مسلمان حکمرانوں نے ہمیشہ ان اقدامات کو اپنے لئے نمونہ عمل قرار دیا۔ اسی دور میں زکات جیسے قوانین وضع کئے گئے تاکہ حکومت کے لئے مالی وسائل فراہم ہو سکیں۔

پیغمبر اسلام ﷺ کے بعد فتوحات کے دور کا آغاز ہوا جن کی وجہ سے اسلامی تہذیب کی جغرافیائی توسیع ہوئی اور قدیم تہذیبوں سے لین دین ہوا۔ (میکل مندرہ، اسلام و تمدن اسلامی، ص ۹۲)

اسی دور میں اسلامی تہذیب کی توسیع اور فروغ کا عمل شروع ہوا اور اس کی دو وجہ تھی: ایک قرآن و سنت سے سے متاثر ہوتے ہوئے مسلمانوں کی علمی تحریک اور دوسرے قدیم تہذیبوں کو فتح کرنا اور ان کے تہذیبی آثار پر غلبہ حاصل کرنا۔

شروع کی کچھ صدیوں تک مسلمانوں نے حصول علم کے لئے اسلام کی تاکید کو مد نظر رکھتے ہوئے مختلف علوم و فنون حاصل کئے ۔ جس دور میں دوسرے مذاہب کے ماننے والے جہالت کی تاریکی میں ڈوبے ہوئے تھے، مسلمان دانشوروں نے علم کے مختلف میدانوں میں نئے علمی نظریات کو فروغ دیا اور مسلمانوں کی علمی تحریک یوروپ کے مغربی کنارے تک پہنچ گئی۔

ایک طرف، اسلامی معاشروں کی علمی ترقی اور دوسری طرف، اسلامی فتوحات اور چین، ہندوستان اور ایران میں بودھ اور زرتشت کی قدیم تہذیبوں کے بکھر جانے کے بعد ،اسلامی تہذیب و تمدن، بحیرہ روم سے ہندوستان اور ایشیاء کے وسط تک پھیل گیا۔ مسلمانوں نے یونانی، ایرانی اور ہندوستانی کتابوں کا ترجمہ کیا، کتب خانہ اور اسکول بنوائے اور دوسری تہذیبوں کی کتابوں کو اپنے کتب خانوں میں داخل کیا اور دوسرے ممالک کے دانشوروں کو اپنے علمی اداروں میں دعوت دی، جس کے سبب اس دور کے مسلمانوں کو قدیم تہذیب اور علوم وفنون پر دسترس حاصل ہوئی۔

اس دور میں اسلامی تہذیب نے دو صدیوں کے بعد دنیا کے بیشتر ممالک کو فتح کر لیا اور ایشیاء، یوروپ اور افریقہ کے بیشتر ممالک میں اپنی تعلیمات کو فروغ دیا اور آنے والی کئی صدیوں تک پوری دنیا میں اپنی بالادستی محفوظ کر لی۔

بعد کے دور میں ایران میں صفوی، ہندوستان میں مغل اور ترکی میں عثمانی حکومتوں کا ظہور ہوا اور اسلامی تہذیب و تمدن کے فروغ و ارتقاء کا نیا باب وا ہوگیا۔ اگرچہ اس علمی توسیع کا آغاز خراسان اور ہرات میں تیموریوں کے دور سے ہوا اور انہوں نے اسلامی تہذیب و تمدن کو اس حد تک زندہ کیا کہ اس کی میراث عثمانی اور صفوی حکومتوں تک منتقل ہوئی۔

صفوی دور کے ایران میں مختلف فلسفی مکتب فکر (ہانری، کاربن، تاریخ فلسفہ اسلامی، ص ۴۷۶) اور محقق کرکی

اور اردبیلی جیسے فقہی مکاتب فکر کا ظہور ہوا۔ (مجلّہ فقہ اہلبیت، ش ۵۶، ص ۱۵۳) ادب اور صنعت کو بھی فروغ حاصل ہوا۔ (راوندی، مرتضی، تاریخ اجتماعی ایران، ج ۸، ص ۱۱۱)

ہندوستان میں بھی مغل حکومت اور ایرانی دانشوروں نے اسلامی تہذیب و تمدن کو فروغ دیا۔ (موحدی، محمد رضا، اسلام در ہند، ص ۱۱۶)

اکبر شاہ کا عظیم الشان کتب خانہ، فتح پوری کی جامع مسجد، دہلی کی جامع مسجد، تاج محل وغیرہ اس دور کے اسلامی تہذیب پر گواہ ہیں۔

عثمانی حکومت، اسلامی دور کی سب سے زیادہ وسیع اور طولانی مدت کی حکومت تھی۔ اس دور کے اسلامی آثار اور خاص کر استنبول یا قسطنطنیہ کی مساجد، دار الشفاء، کاروانسرا (مسافر خانہ)، پل، حمام خانقاہ وغیرہ اس بات کے گواہ ہیں۔ (اوزون، چارلی، اسماعیل حقی،) عثمانی بادشاہ، علمااور دانشورں کی حمایت کرتے تھے۔ امیر سلیمان چلپی کا محل علماء کا مرکز تھا۔ اس دور میں بہت سی کتابیں تحریر کی گئیں اوران کا ترجمہ ہوا۔ (اوزون، چارلی، اسماعیل حقی، تاریخ عثمانی، ص ۶۴۰)

سلیمانیہ کی جامع مسجد، اسلامی معماری کی بہت ہی خوبصورت مثال ہے۔ جہان اسلام کی یہ ساری تاریخی عمارتیں، مسلمان قوموں کی خاص تہذیب کی عکاس ہیں۔

اسلامی تہذیب کی یہ رونق پانچویں صدی ہجری کے اواخر تک ہی قائم رہی اور چھٹی صدی کے آغاز سے اسلامی معاشروں میں ایسی تبدیلیاں رونما ہوئیں جن کے نتیجہ میں اسلامی تہذیب کی رونق میں کمی آئی ۔مذہبی اختلافات اور طاقت کی جنگ ان اہم عوامل میں سے ہیں جن کی وجہ سے اسلامی دنیا کی تہذیب و تمدن اضمحلال اور زوال کی طرف گامزن ہو گئی۔ عباسی خلافت اور فاطمی حکومت کے آپسی اختلاف کی وجہ سے اسلامی تہذیب کے مشرقی اور مغربی علاقوں میں شگاف پیدا ہوگیا۔ اسی زمانہ میں کچھ ایسی قوموں کو حکومت مل گئی جن کا تہذیب و تمدن سے دور کا بھی رشتہ نہیں تھا اور ان کی وجہ سے اسلامی دنیا کے مشرقی علاقوں میں اسلامی تہذیب و تمدن کا زوال شروع ہوگیا۔ مثال کے طور پر ترکی خاندان سے تعلق رکھنے والے غز قبیلہ نے مرو، طوس، نیشابور، خوارزم اور بہت سے ایسے مراکز کو ویران کر دیا جو خراسان میں علم و تہذیب کا گہوارہ شمار کئے جاتے تھے۔ (براون، ادوارد، تاریخ ادبیات ایران از فردوسی تا سعدی، ص ۸؛ تاریخ ایران از آغاز تا انقراض

سلسلہ قاجاریہ، ص۳۶۱)

اسی طرح مغلوں نے جہان اسلام کے ایک بڑے حصے پر قبضہ کرلیا اور اسلامی تہذیب کے آثار کواس طرح ختم کر دیا کہ اس علاقے میں ایک عرصہ تک علم و دانش کی طرف کوئی توجہ نہیں کی گئی اور زیادہ تر لوگ بادیہ نشین ہوگئے۔ (عبدالرحمان، بن خلدون، مقدمہ ابن خلدون، ص ۱۱۵۲) اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ مصر و شام کے علاوہ اسلامی دنیا کے بیشتر علاقے اس زوال کی زد میں آگئے۔

گذشتہ صدیوں میں اسلامی معاشرے میں انگریزوں کی استعماری طاقت کے ظہور کے بعد مسلمانوں کی طاقت میں کمی آئی اور اسلامی ممالک کی تہذیب، صلیبی جارحیت اور مغربی ممالک کی تبدیلیوں کی زد میں آگئی۔ایران، ہندوستان اور ترکی میں اسلامی حکومت کے خاتمہ اور مغربی ممالک کے سیاسی اور تہذیبی حالات اسلامی تہذیب کو زوال کی طرف لے گئے۔

اسلامی ممالک کے سربراہوں کا ظالم طاقتوں پر شدید انحصار اور اسلامی معاشروں کا مغربی تہذیب سے متاثر ہونا سبب بنا کہ، جمود اور زوال کا یہ سلسلہ ایک عرصہ تک جاری رہے۔ یہاں تک کہ عصر حاضر میں علماء اور دانشوروں کی کوششوں سے اسلامی بیداری کی ایک لہر دنیائے اسلام میں پیدا ہوئی اور خاص کر ایران میں اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد، اسلامی تہذیب و تمدن کے احیاء کی کوششیں تیز ہوگئیں ۔امید ہے یہ تحریک جس کا آغاز اسلامی انقلاب سے ہوا ہے، ایک عالمی اسلامی تہذیب کی تشکیل میں معاون ومددگار ثابت ہو۔

اسلامی تہذیب کے خصوصیات

اسلامی تہذیب اپنی ماہیت اور ذاتی خصوصیات کی وجہ سے خود کو معاشرہ کے متغیر حالات پر منطبق کر سکتی ہے۔ بشری نقطہ نظر سے اسلامی تہذیب کے کئی پہلو ہیں۔ اسلامی تہذیب علمی، مستقبل اندیش، اور نظریات پر منحصر ہے۔اسلامی تہذیب آغاز سے انتہا تک، بامقصد اور منظم طریقے سے آگے بڑھتی ہے اور اس کے ارتقا کا آخری مرحلہ مہدوی تہذیب ہے۔ یہاں پر ہم اسلامی تہذیب کے بعض خصوصیات کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

۱۔ کثیر جہتی تہذیب: اسلامی تہذیب کی پہلی خصوصیت کثیر جہتی ہے۔ انسانی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے سے تہذیب بنتی ہے لہٰذا تہذیب کو صحیح طریقے سے سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم انسان اور اس کے وجود

کے مختلف پہلوؤں پر نظر رکھیں۔اسلامی تہذیب انسان کی مادی و معنوی ضرورتوں پر مرتکز ہوتی ہے ۔انسان کی ضرورتوں کو کلی پر طور مادی اور معنوی دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔اسلامی تہذیب، انسان کی مادی اور معنوی دونوں ضرورتوں کو پوری کرنے پر تاکید کرتی ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام کے نقطہ نظر سے دین و دنیا کا نہ صرف آپس میں کوئی تضاد اور اختلاف نہیں ہے بلکہ وہ ایک دوسرے سے مرتبط اور وابستہ بھی ہیں لہٰذا اسلامی تہذیب انسانی حیات کی جاودانگی پر تاکید کرتے ہوئے اس کی معنوی ضرورتوں کو پورا کرنے پر زیادہ زور دیتی ہے اور مادی ضرورتوں کی اہمیت صرف اسی حد تک ہے کہ وہ انسان کی معنوی پرورش میں معاون ثابت ہو۔

قرآن کریم نے بھی اس موضوع پر تاکید کی ہے کہ انسان اپنی مادی اور معنوی دونوں ضرورتوں کو پوری کرنے کا اہتمام کرے۔(سورہ قصص، آیت ۷۲)

اسلامی تعلیمات میں اگرچہ متاع دنیا کو اخروی خیر کے مقابلہ میں بہت کمتر بتایا گیا ہے (آل عمران، ۱۸۵) لیکن حیات اخروی کے حصول کے لئے دنیاوی نعمتوں اور وسائل کی اہمیت پر تاکید بھی کی گئی ہے۔

احادیث میں بھی دنیا کو آخرت کی کھیتی بتایا گیا ہے: قَالَ رَسُولُ اللهِ : اَلدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ۔(مراۃ العقول فی شرح اخبار آل الرسول، ج۱۰، ص۶۵)

اور آخرت کی ختم نہ ہونے والی نعمتوں کو اس دنیا میں انسان کی سعی و تلاش کا نتیجہ بتایا گیا ہے۔

امام رضا (ع) فرماتے ہیں:

اِجْعَلُوا لِاَنْفُسِكُمْ حَظّاً مِنَ الدُّنْيَا بِاِعطَائِهَا مَا تَشْتَهِى مِنَ الْحَلَالِ وَ مَا لَمْ يَنِلِ الْمُرَوَّةَ وَلَا سَرفَ فِيه وَ استَعِينُوا بِذٰلِكَ عَلىٰ اُمُورِ الدِّينِ فَاِنَّهُ نروِي لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَرَكَ دُنْيَا لِدِينِه وَ دِيْنَه لِدُنْيَا ۔(الفقه المنسوب الى الامام الرضا، ص ۳۳۷)

اسلامی تہذیب، صالح انسانوں اور مثالی معاشرہ کی بنیاد رکھنا چاہتی ہے ۔ایسا معاشرہ جس میں لوگ مادی نعمتوں سے لطف اندوز ہونے کے ساتھ ساتھ اخلاقی کمالات اور انسانی فضائل کو حاصل کرسکیں۔اسلامی تہذیب ، عدالت ، تحفظ اور کرامت انسانی کی تہذیب ہے۔اسلامی تہذیب میں انسان کی کامیابی اور ترقی صرف مال و ثروت اور مادی نعمتوں سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ اس کے مادی اور معنوی دونوں پہلوؤں کے رشد و نمو پر منحصر ہوتی

ہے۔اس کے برعکس نئی مادی تہذیب اور خاص کر مغربی تمدن میں صرف ایک ہی پہلو پایا جاتا ہے اور وہ ہے انسان کی مادی ترقی وپیشرفت۔اس کا قہری نتیجہ یہ ہے کہ انسان خود اپنی ذات سے غافل ہو جاتا ہے ۔

۲۔اسلامی تہذیب، مستقبل پر مبنی تہذیب: کسی بھی تہذیب کی تشکیل میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ انسانوں کے مستقبل کے بارے میں اس کے کیا منصوبے ہیں۔اسلامی تہذیب کی مکمل مثال "مہدوی تہذیب" ہے لہٰذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ اسلامی تہذیب ذاتی طور پر انسانوں کے مستقبل سے متعلق ہے۔ اسلامی تہذیب، قرآن کریم کی تعلیمات کی بنیاد پر مستقبل کا ایک جامع اور مستقل خاکہ پیش کرتی ہے۔ مستقبل کے حوالے سے قرآن کریم کا لائحہ عمل اگرچہ دوسرے ادیان ابراہیمی سے مشابہ ہے لیکن اس میں کچھ ایسی خصوصیات ہیں جو اسے دوسروں سے ممتاز کرتی ہیں۔قرآن کریم میں اسلامی ایمان کی کامیابی (سورہ توبہ، ۳۳) صالحین اور متقین کا یقینی غلبہ (انبیا، ۱۰۵)، ظالموں اور جابروں کا خاتمہ (قصص، ٦-۵) اور بشریت کے روشن مستقبل کے بارے میں بتایا گیا ہے جو یقینی اور حتمی ہیں۔قرآنی نقطہ نظر کے مطابق مہدوی تہذیب ، عالم انسانیت کے لئے ایک مثالی تہذیب ہے۔

۳۔علم۔ اسلامی تہذیب کی بنیاد: اسلامی تہذیب علم و دانش کی بنیاد پر استوار ہے ۔ایسا علم جو عصر ظہور کے معاشرہ کے مختلف پہلوؤں پر محیط اور انسان کو ترقی و کامیابی کی طرف گامزن کرے۔دین اسلام میں علم اور حصول علم کی بہت اہمیت ہے اور اسی وجہ سے اسلامی تہذیب ، علم و پیشرفت کی تمام بلندیوں کو فتح کر سکتی ہے اور اس ارتقاء کو ہم مہدوی تہذیب کے آئینہ میں بخوبی مشاہدہ کر سکتے ہیں۔عصر ظہور میں امام مہدی (عج) کی الٰہی قیادت کے زیر اثر انسانی معاشرہ کی علمی پیشرفت وترقی اپنے بام عروج پر پہنچ جائے گی اور انسان اپنی معنوی ضروریات کی شناخت کے بعد مثالی معاشرہ کی تشکیل کے لئے مادی و معنوی ترقی کے زینوں کو طے کرے گا۔

امام جعفر صادق (ع) اس سلسلہ میں ارشاد فرماتے ہیں: اَلْعِلْمُ سَبْعَةٌ وَعِشْرُوْنَ حَرْفاً فَجَمِيْعُ مَا جَاءَتْ بِهِ الرُّسُلُ حَرْفَانِ فَلَمْ يَعْرِفِ النَّاسُ حَتّٰى اليَومِ غَيْرَ الْحَرْفَيْنِ فَإِذَا قَامَ قَائِمُنَا أَخْرَجَ الْخَمْسَةَ وَ العِشْرِيْنَ حَرْفاً فَبَثَّهَا فِي النَاسِ وَضَمَّ إِلَيْهَا الْحَرْفَيْنِ حَتّٰى يَبُثُّهَا سَبعةً وَعِشْرِيْنَ حَرْفاً ۔(بحار الانوار، ج ۵۲، ص ۳۳٦؛ معجم احادیث الامام المهدی، ج ۴، ص ۵۵)

علم ۲۷ حرف ہیں لیکن عصر ظہور تک سارے پیغمبروں نے جو کچھ بشریت کے حوالے کیا وہ صرف دو حرف ہے۔جب ہمارا قائم قیام کرے گا تو دیگر ۲۷ حروف کو بھی ظاہر کرے گا۔

عصر ظہور میں مدینہ فاضلہ، اسلامی مدینہ العلم ہے۔اس منجی حقیقی کے ظہور کے بعد جس طرح ظلم و ستم کی جگہ عدل و انصاف قائم ہوگا اسی طرح جہل و نادانی کی جگہ علم و فہم آ جائے گا۔

احکام دین کے فہم و درک کے سلسلہ میں بھی نئے علوم و فنون کے انکشاف کے بعد خاصی تیزی آئے گی اور احکام و مسائل شرعی میں سبھی صاحب نظر ہو جائیں گے۔امام محمد باقر (ع) فرماتے ہیں: " تُؤْتُونَ الْحِكْمَةَ فِي زَمَانِهِ حَتّٰى اَنَّ الْمَرْاَةَ لَتَقْضِي فِي بَيْتِهَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَ تَعَالٰى وَ سُنَّةِ رَسُولِ اللّٰه۔" (الغیبۃ نعمانی، ص ۲۳۹، بحار الانوار، ج ۵۲، ص ۳۵۲) عصر ظہور میں علم و دانش اتنا ترقی کرے گا کہ خواتین اپنے گھروں میں کتاب خدا اور سنت رسول (ص) سے فیصلے کریں گی۔

عصر ظہور میں لوگوں کی جسمانی حالت بھی تبدیل ہو جائے گی۔اور بیماروں کو شفاء ملے گی اور بیماریوں پر قابو پا لیا جائے گا اور موت میں کمی واقع ہوگی۔امام صادق (ع) ارشاد فرماتے ہیں: اِذَا قَامَ الْقَائِمُ اَذْهَبَ اللّٰهُ عَنْ كُلِّ مُؤْمِنٍ اَلْعَاهَةَ (الغیبۃ، نعمانی، ص ۳۱۷) جب قائم قیام کرے گا، اللہ تعالی ہر مؤمن کو بیماری اور کمزوری سے دور کرے گا اور تندرستی و سلامتی عطا کرے گا۔

عصر ظہور میں طبّی سہولیات اور حفظان صحت کی وجہ سے لوگوں کی عمر میں اضافہ ہوگا۔مفضل نے امام صادق (ع) سے نقل کیا ہے کہ: اِنَّ قَائِمَنَا اِذَا قَامَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَ اسْتَغْنَى الْعِبَادُ عَنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ وَ ذَهَبَتِ الظُّلْمَةُ وَ يُعَمِّرُ الرَّجُلُ فِي مُلْكِهِ حَتّٰى يُوْلَدَ لَهُ اَلْفُ ذَكَرٍ لَا تُوْلَدُ فِيهِمْ اُنْثٰى۔جب ہمارا قائم ظہور کرے گا زمین اپنے پروردگار کے نور سے منور ہو جائے گی یہاں تک کہ لوگ سورج کی روشنی سے بے نیاز ہو جائیں گے اور تاریکی ختم ہو جائے گی اور آنحضرت کی حکومت میں انسان اتنی عمر کرے گا کہ اس کے ہزار بیٹے ہوں گے۔(الارشاد، ج ۲، ص ۳۸۱؛ الغیبۃ طوسی، ص ۴۶۸)

منابع و مآخذ

۱۔قرآن کریم

۲۔ گلی زوارہ، غلام رضا، جغرافیای جہان اسلام، آشنایی با کشور ہای اسلامی و قلمرو اقلیت ہای مسلمان، قم، موسسہ آموزش وپژوھشی امام خمینی، چاپ اول، ۱۳۸۵

۳۔مائیکل منڈرہ، باہمکاری ھانری لوران، اسلام وتمدن اسلامی، ترجمہ حسن فروغی، تہران، سازمان مطالعہ وتدوین کتب علوم انسانی، دانشگاہ ھا (سمت) چاپ اول، ۱۳۸۱

۴۔ راوندی، مرتضی، تاریخ اجتماعی ایران، بخش دوم، تہران، انتشارات نگاہ، چاپ دوم، ۱۳۸۲ش

۵۔ موحدی، محمد رضا، اسلام درھند، قم، مرکز بین المللی ترجمہ ونشر المصطفیٰ، چاپ اول، ۱۳۹۰

۶۔اوزون چارلی، اسماعیل حقی، تاریخ عثمانی، ترجمہ وہاب ولی، تہران پیژوھشگاہ علوم انسانی و مطالعات فرہنگی، چاپ اول، ۱۳۸۰

۷۔براون، اڈوارڈ، تاریخ ادبیات ایران از فردوسی تا سعدی، ترجمہ فتح اللہ مجتبائی وغلام حسین صدری افشار، تہران، مروارید، چاپ چہارم، ۱۳۶۷

۸۔ مجلسی، محمد باقر، مرآۃ العقول فی شرح اخبار آل الرسول (ع)، تصحیح: سید ھاشم رسولی محلاتی، چاپ دوم، تہران، دار الکتب الاسلامیہ، ۱۴۰۴ھ

۹۔ موسسہ آل البیت (ع)، الفقہ المنسوب الی الامام الرضا علیہ السلام، منسوب بہ علی بن موسیٰ، امام ھشتم (ع)، مشہد، ۱۴۰۶ھ

۱۰۔ مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار الجامعۃ لدُرَرِ اخبار الائمۃ الاطہارؑ، مصحح و محقق: جمعی از محققان، چاپ دوم، بیروت، دار احیاء التراث العربی، ۱۴۰۳ھ

۱۱۔ نعمانی، محمد بن ابراہیم، الغیبۃ، مصحح: علی اکبر غفاری، تہران، مکتبۃ الصدوق، چاپ اول، ۱۳۹۷ھ

۱۲۔ طوسی، محمد بن الحسن، الغیبۃ للحجۃ، محقق و مصحح: عباد اللہ تہرانی و علی احمد ناصح، قم، دار المعارف الاسلامیہ، چاپ یکم، ۱۴۱۱ھ

۱۳۔ مفید، محمد بن محمد بن النعمان العکبری، الارشاد فی معرفۃ حجج اللہ علی العباد، تحقیق: موسسہ آل البیتؑ، چاپ یکم، قم، کنگرہ شیخ مفید، ۱۴۱۳ھ

۱۴۔ عبد الرحمٰن بن خلدون، مقدمہ ابن خلدون، ترجمہ: محمد پروین گنابادی، تہران، انتشارات علمی و فرہنگی، چاپ دوازدہم، ۱۳۸۸